بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شوق ذوق سلوک

تصنیفِ انیف

مولانا سیدنا حضرت بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ

مترجمِ تصنیف

حضرت پیر و مرشد مولانا

سید حسین علیہ الرحمتہ (اہل پنگوڑی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصنفِ رسالہ متبرکہ

حضرت مولانا بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ عنہ

صحابی وخلیفۂ امامنا مہدیِ موعود علیہ السلام

کی مختصر سوانح

منقول از سوانح مہدی موعود علیہ السلام

جناب والامنقبت محی سنت مقراضِ بدعت حضرت شاہ نعمت رضی اللہ عنہ کے والد شیخ بڑے بقولے ملک بڑے ایک امیر اور معتمد علیہ سلطنت محمود بیگڑہ بادشاہ گجرات کے تھے۔ یہ صاحب شیخ بیانی صدیقی تھے۔ان کے مرنے کے بعد ان کا منصب کمی کے ساتھ ان کے فرزند شاہ نعمت اللہ پر مقرر ہوا۔ یہ جوان اور کم عمر تھے منصب کو سنبھال نہ سکے۔طبیعت میں سختی تھی......کسی کی عزت وحرمت کا پاس نہ تھا......کسی کی عزت وحرمت کا پاس نہ تھا......سپاہ گری اور پہلوانی کا بہت زعم......رئیس اور ریاست کی کچھ پرواہ نہ تھی۔ایک دفعہ باتوں باتوں میں تکرار ہو کر اکابر گجرات سے سات آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔پچیس تیس آدمیوں کو ہموار کر کے اپنے ساتھ لے لیا۔اطراف و جوانب احمد آباد کی لوٹ کھسوٹ شروع کر دی۔ایک آدمی عبداللہ حبشی غلام کے لڑکے کو قتل کر دیا،جس کے سبب سے سرکاری پانچ سات سو سوار آزمودہ کاران کی گرفتاری کو جھپٹے۔لیکن انہوں نے ذرہ بھر بھی پرواہ نہ کی اور اپنے چلتے کام کو اطراف و جوانب میں برابر جاری رکھا۔سپاہ(فوج)ان کے تعاقب سے تھک گئی۔

ایک روز ان کے سو سواروں کی جماعت سانتیج کی طرف سے گذر رہی تھی اور سرکاری فوج کو ان کا سراغ لگ گیا تھا۔ان کی پشت پر برابر یلغار آرہے تھے۔اس گروہ نے سانتیج میں ظہر یا عصر کی اذان سنی۔ جماعت کے سردار شاہِ نعمتؓ نے کہا اذان ہوگئی نماز پڑھنی چاہیئے۔ساتھیوں نے کہا غنیم پیچھے آرہا ہے، پکڑے جانے کا خوف ہے۔لیکن انہوں نے جرأت سے اس بات کی کچھ پرواہ نہ کی۔ گھوڑے سے اتر کر جھٹ پٹ وضو کر نماز میں ہوگئے۔ساتھیوں نے دیکھا کہ ان کے ساتھ ہماری بھی سٹی خراب ہوتی ہے۔ٹھہرنا مصلحت نہ جانا،فرار ہوگئے۔سرکاری فوج گھوڑوں کے سموں کی کھوج پر آگئی۔دیکھا کہ ایک گھوڑا اجھاڑ سے باگ ڈور لگی کھڑا ہے اور سوار ہمہ تن نماز میں مشغول ہے۔خیال کیا کہ غالباً یہ ان میں کا نہیں ہے کوئی نمازی بھلا آدمی ہے اور سوار اس کے سموں کے نشان آگے بڑھتے ہوئے معلوم ہو رہے ہیں۔کسی نے کہا اس نمازی سوار سے دریافت کرنا چاہیئے۔لیکن اکثر کی رائے نہ ہوئی اور کہا کہ ہمارے یہاں ٹھہرنے تک وہ آگے بڑھ جائیں گے۔غرض مفرور سواروں کا پیچھا کیا۔

شاہ نعمت رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھ کر کسی اہلِ موضع سے پوچھا کہ اس جنگل میں کس نے اذان دی؟ کہا متوکلوں کی ایک جماعت جس کا سردار سید محمد علیہ السلام جونپوری ہے،احمد آباد سے آئی ہے......بادشاہ نے ان کا اخراج کر دیا ہے۔شاہؓ کے دل میں (مہدیؑ) سے ملنے کا

خیال پیدا ہوا۔ پس جہاں حضرتؑ تشریف رکھتے تھے، حاضر ہوئے۔ جناب سیدنا مہدیِ موعود علیہ السلام نے آپ کو دیکھتے ہی نام لے کر پکارا۔ جب حضرت کی نظران پر پڑی...... تیر کاری لگا، تمام برائیاں سب کی سب محو ہوگئیں۔ قدموں پر گر گئے۔ اور دوسری روایت میں ہے ﴿یہ روایت صحیح معلوم ہوتی ہے﴾ کہ شاہ نعمت اللہ رضی اللہ عنہ حضور میں آئے، عصر کا وقت تھا جناب امام امام علیہ السلام کے عادت کے مطابق کلام اللہ کا بیان کررہے تھے۔ میاں نعمت اللہ رضی اللہ عنہ اپنے سے باہر ہوگئے......اور......افعالِ ذمیمہ کو یاد کرکے بے تحاشہ روتے تھے۔ جب مغرب کی نماز ہوگئی جناب سیدنا مہدیِ موعود علیہ السلام کے قدموں پر گر پڑے اور زار زار روکر عرض کی کہ مجھ جیسا گنہگار کوئی نہیں ہے۔ حضرت کو جو دیکھا دنیا کی طلب دل سے دور ہوگئی۔ جناب سیدنا مہدیِ موعود علیہ السلام نے کہا ''نعمت تم بے شک نعمت ہو''۔ پس ذکرِ خفی کی تلقین کی اور فرمایا توبہ کرو خدا غفور الرحیم ہے، گناہ بخشے گا۔ لیکن حق الناس معاف نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے مستحق معاف نہ کریں۔ پس شاہ نعمت رضی اللہ عنہ حضرت علیہ السلام سے اجازت لے کر ہاتھ باندھے ہوئے ننگی تلوار لے کر پہلے حبشی عبداللہ کے گھر گئے۔ عبداللہ کو آواز دی...... پہلے عبداللہ نے جو ننگی تلوار کو دیکھا گھبرایا...... پھر غور سے دیکھا تو وہ نعمت نہیں ہے روبرو آیا......شاہ نعمت اللہ رضی اللہ عنہ نے تلوار عبداللہ کے ہاتھ میں دی......اور......گردن جھکادی......کہا بھائی تیرے لڑکے کو میں نے قتل کیا ہے۔ قصاص واجب ہے لینا چاہیئے۔ عبداللہ کو حیرت ہوگئی کہ ایسے ظالم خونخوار کی حالت اس قدر متغیر ہوجانا بھید سے خالی نہیں ہے۔ پوچھا کہ تم کب تائب ہوئے؟ کہا جناب سیدنا محمد جونپوری علیہ السلام سے بیعت کرنے کے بعد۔ اس بات کے سنتے ہی عبداللہ کو بھی عشق ہوگیا اگرچہ پہلے اس نامِ مبارک کی شہرت احمد آباد میں سن چکا تھا۔ عبداللہ نے پہلے شاہ رضی اللہ عنہ کا قصور معاف کیا......اور......پھر سیدھا ساتیج کا راستہ لیا۔ وہاں آپ علیہ السلام کو نہ پایا......پٹن جا کر آنحضرت علیہ السلام سے ملا۔

شاہ نعمت رضی اللہ عنہ نے اسی طرح ایک ایک سے اپنے قصور معاف کروائے۔ پھر مکان جا کر دونوں بیبیوں کا حق ادا کردیا اور کہا کہ بندے نے سیدنا محمد علیہ السلام کے قدم پکڑے ہیں، آج سے بندے کی باگ سید محمد علیہ السلام کے ہاتھ میں ہے، تم کو اختیار ہے جہاں جی چاہے رہو، بندے کا تم پر جبر نہیں۔ یہ کہہ کر آپ جناب سیدنا مہدیِ موعود علیہ السلام کا پتہ لیتے ہوئے سیدھے پٹن پہونچے۔ ترکِ دنیا کر کے آپؑ کی خدمت اختیار کی۔

جناب شاہ نعمت رضی اللہ عنہ خلفائے اثنا عشر مبشر میں اصحابِ کرام سے تیسرے درجے میں محسوب ہیں۔ حضرت سیدنا مہدیِ موعود علیہ السلام نے سینکڑوں بشارات آپؓ کے حق میں دی ہیں، جو کتبِ سوانح میں بالتفصیل مذکور ہیں۔

آپؓ کو حضرت علیہ السلام نے مقراضِ بدعت بھی کہا ہے...... ہمیشہ آپؓ کا قدم عزیمت پر رہا...... جب تک فقراء میں اضطرار نہ پاتے فتوح کسی کی قبول نہ فرماتے......جس وقت سیدنا مہدیِ موعود علیہ السلام کی فرہ میں رحلت ہوئی...... غسل دینے کے بعد ناف میں جو پانی رہ گیا تھا، حضرت شاہ نعمت رضی اللہ عنہ نے اس کو پی لیا۔ بعد انتقال جناب سیدنا مہدیِ موعود علیہ السلام کے، جناب سید محمود رضی اللہ عنہ خلف ارشدِ مہدیِ موعود علیہ السلام کے ہمراہ گجرات آگئے۔ آپ کا دائرہ متعدد جگہ......پٹن......جالور......احمد آباد......گجرات......احمد نگر......خاندیش وغیرہ مقامات میں جابجا رہا ہے۔ جس وقت آپؓ کی اقامت موضع منولی میں (جو قریب قلعۂ لوگڑھ کے پہاڑ کے دامن میں ہے) ہوئی......ایک دفعہ آگ سے تمام گھانس کی جھونپڑیاں جل گئیں تھیں۔ اہائی دائرہ (اہلِ دائرہ) کی درستگی کے واسطے لکڑی لانے جنگل کو

گئے تھے...... بعد نماز عشاء کے دائرے میں آواز کلماتِ تسبیح و تہلیل (لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ الله ......اَللّٰهُ اِلٰهُنَا مُحَمَّدٌ نَبِيُّنَا...... اَلْقُرْآن وَالْمَهْدِيُّ اِمَامُنَا اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا) کی بلند ہوئی۔ کفشدارخاں خواجہ سرائے حرم نظام شاہ کا جواس وقت بیگمات کی محافظت کو قلعۂ لوگڑھ میں متعین تھا اوراس کو مذہبِ (مہدویہ) سے سخت عداوت تھی۔ تسبیح کی آواز جوسنی غصے سے چند لوگوں کو ساتھ لے کر آیا۔ حضرتؓ کو معہ سولہ طالبانِ حق بقولے سترہ یا اکیس تن کے ظلم کے ساتھ شہید کرڈالا۔

۲۹ برس کی عمر میں آپؓ معاصی سے تائب ہوکر حضرت مہدیِ موعود علیہ السلام کے ساتھ ہوئے۔ اور سات برس جناب سیدنا امام علیہ السلام کی صحبت میں رہے۔ بعد حضرت کے چوبیس یا پچیس برس زندہ رہے۔ اکسٹھ برس کی عمر میں باویسویں شعبان ۹۳۵ھ میں مظلوم قتل کئے گئے۔

اس شہید کا روضۂ مطہرہ اسی مقام پر ہے۔ یہ مقام پونے سے دوتین منزل پچھّم میں مہا گاؤں کے قریب قلعۂ لوہ گڈھ کے دامن میں ہے۔

آپ کے بہت سارے خلیفے تھے۔ لیکن جومشہور تھے وہ یہ تھے۔ جناب ولی محمد جناب قاضی عبداللہ قاضی منتجب الدین بدری مصنف مخزن الدلائل۔ جناب کبیر محمد سجاوندی جناب عبدالمومن سجاوندی جناب سید بڑے رحمهم الله عليهم اجمعين۔
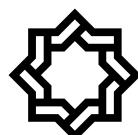
عرض مترجم

حضرت پیرومرشد مولانا سید حسینؒ

بن حضرت پیرومرشد سید شہاب الدینؒ (اهل پنگوڑی)

احقر الناس عرض پرواز ہے کہ حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ چونکہ خلفائے خاص بارگاہ ولایت ہیں، جو کچھ کہ آپؓ کے قلمِ فیض ترجمان سے صفحۂ قرطاس پر منقش ہوگا وہ وہی خالص بیانِ مراداللہ ہوگا......جو آیۂ کریمہ ''ثم اِن علینا بیانه '' کے وعدے کے مطابق امام آخر الزماں سید محمد مہدیِ موعود خلیفۃ الرحمٰن خاتم ولایت محمدی علیہ السلام کی زبانِ حق ترجمان سے شرف صدور فرما کر حضرت شاہ ممدوح رضی اللہ عنہ کے اذانِ داعیہ (محفوظ رکھنے والے کان) نے محفوظ رکھا ہوگا۔ مگر افسوس کہ ہمارے خوابِ غفلت نے آپ رضی اللہ عنہ کی تصانف منیف کی جستجو سے ہمیں مست و مدہوش بنا دیا ہے۔ اس احقر کی نظر کوتہ اندیش نے بڑی تلاش کے بعد اسی ایک گوہر یکتا کو پایا جو بغرض افادۂ قوم بحکم ؎

نیم نانے گر خورد مردِ خدا
بذل درویشان کند نیمے دگر

ترجمہ کر کے پیش کش کر دیا گیا ہے۔ شایقانِ بیانِ مہدی علیہ السلام و طالبانِ راہِ عرفانِ الٰہی اگر اس کو سرمۂ چشم بنائیں تو بجا ہے اور حرزِ جان و تعویذ ایمان سمجھیں تو زیبا ہے......**فاعتبروا یا اولی الابصار۔**

خادم القوم

حقیر حسین ابن شهاب غفرلهما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے...... جو اپنے بندوں پر نرمی کرنے والا ہے، اور ان کے ساتھ دوستی رکھنے والا ہے۔ اور درود وسلام نازل ہو اس کے نبیؐ پر...... جن کا نام پاک ﴿بحیثیتِ ولایت﴾ محمود ہے۔ اور سلام نازل ہو حضرت مہدیؑ پر...... جن کے آنے اللہ اور رسولؐ کی زبانی وعدہ کیا گیا تھا۔ اور یہ ﴿درود وسلام﴾ ان دونوں ﴿رسولؐ ومہدیؑ﴾ کے آل واصحابؓ پر بھی...... جو خوش نصیب ہیں۔ پھر ان کے پیروؤں پر قیامت تک۔

بعد حمد وصلوٰۃ واضح ہو...... اے عزیز! ایسا کریں حال میں کہ ہوں محنت وریاضت کیا کریں۔ جیسے حق تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک سے مقبلوں (مقبولوں) کا حال بیان کیا ہے ''جو مومن ہیں اللہ کے ساتھ سخت محبت رکھنے والے ہیں''۔

اور حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا ہے ''جو شخص مجھے (اللہ کو) ڈھونڈے گا ضرور پائے گا...... اور جو مجھے پائے گا، وہ ضرور مجھے پہچانے گا...... اور جو مجھے پہچانے گا، وہ مجھے اپنا محبوب بنالے گا...... اور جو مجھے اپنا محبوب بنائے گا، میں اس کو اپنا محبوب بناؤنگا...... اور جس کو میں محبوب بناؤنگا تو ضرور اس کو قتل کردوں گا...... اور جس کو قتل کروں گا اس کی دیت (بدلۂ خون) مجھ پر ہے، اور میں خود اس کی دیت ہوں''

اور حق تعالیٰ کی محبت یہی چاہتی ہے کہ اپنے غیر فنا کردے...... یعنی محبّ کے دل کو محبوب کے غیر سے کھینچ نکالے۔ خلاصہ یہ کہ عورت، بچے، مال ومتاع اور تمام عالم بلکہ جان وتن اور خدا کے سوائے جو کچھ ہے سب سے خالی کرے۔ اور سر سے پیر تک سب کا سب اسی سے بھر جائے۔

جیسے حق تعالیٰ نے حدیثِ قدسی میں فرمایا ہے کہ ''میں ہی (بندے کا) کان اور آنکھ اور زبان اور دل اور ہاتھ اور پاؤں ہوجاتا ہوں پھر وہ میرے سے سنتا ہے اور میرے سے دیکھتا ہے اور میرے سے بات کرتا ہے اور میرے سے سمجھتا ہے اور میرے سے پکڑتا ہے اور میرے سے چلتا ہے''۔

عشق آکے بنا خون بجسم و رگ و پوست
خالی مجھے کر مجھ سے بھرا پھر از دوست
اعضاء وجودی میرے سب دوست لیا
اک نام میرا رہ گیا باقی ہمہ اوست

اور حق تعالیٰ کی محبت اسی پر دلالت کرتی ہے کہ عاشق کو پورا پورا اپنا رنگ بخشے...... اور...... اس ﴿محبت﴾ کو لازم ہے کہ کبھی ملاپ اور کبھی جدائی ہو۔ اگر ہمیشہ وصال ہی ہوگا تو بھی نقصان ہے۔

اگر ہمیشہ فراق ہی رہے گا تو یہ بھی مشکل ہے۔ پس عاشق کی پرورش اسی میں ہے کہ کبھی وصال اور کبھی فراق رہے۔ اگر چہ اس ﴿عاشق﴾ کی خواہش یہی ہے کہ ایکدم بھی جدا نہو۔ لیکن بہتری اسی میں ہے۔ فراق کا فائدہ یہ ہے کہ خدا کے غیر سے پورا پورا جدا ہو جائے۔

اور وصال کی قدر جانے کہ یہ ایک بے بدل راحت ہے۔ اور وصال کا فائدہ یہ ہے کہ پوری لذّت ومزہ پاوے، اپنی عاشقی اور خدا کی معشوقی کو سمجھے، تالذّت وخواری محنت ومشقت کی بلا اور سب سے بیزاری اور علیحدگی کو قبول کرے اور ہمیشہ خدا کی طرف متوجہ رہے، اس امید میں کہ شائد خدا کو اسی وقت پاؤں یا کوئی ساعت میں پاؤں۔

اگر خالی فراق ہی فراق ہوگا تو عاشق ناامید ہو کر اپنے معشوق سے پھر جائے گا۔ (اسی حالت سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں)......

امید ہے کہ حق تعالیٰ اپنے طالبوں کو توفیق دیوے کہ ہمیشہ بلا ناغہ خدا کے ڈھونڈنے والے ہوں۔

بلکہ خدائے تعالیٰ کے محبّ بن کر اس کے محبوب بن جائیں۔ اے ربّ العالمین سید محمد مہدیؑ اور محمد رسول اللہؐ کے واسطے سے ہماری یہ دعا قبول فرما۔

بھائیو! دین اک راستہ ایسا نہیں ہے کہ دنیا کی فراغت وراحت......اور......اس کی لذّت کے ساتھ دین کی راحت کو پاسکو، بلکہ یہ ویران راستہ ہے مگر ابدی (جس کی انتہاء نہیں) اگر چند روز کی محنت اختیار کروگے تو ابدی راحت پاؤ گے۔ ورنہ خود دنیا کی راحت بھی ممکن نہیں۔ خدائے تعالیٰ (نے) دنیا میں کسی کو راحت نہیں دی ہے، کیونکہ اس دنیا کو کچھ قیام وقرار نہیں ہے ۔

مقرر ہی یہ بات دل کا قرار
نہ ہرگز ہو حاصل بجز وصلِ یار
قرار اپنے دل کا وہ لُوٹا نگار
کہ زلفوں کو جس کے نہیں ہے قرار
یا رب تو ہمیں قرار مت دے
بے دید اگر قرار لیویں

رسولؑ نے فرمایا کہ ''مومنوں کو خدا کے دیدار کے سوائے راحت ہی نہیں ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی بھیجی کہ ''میں نے راحت جنت میں رکھی ہے۔ اور لوگ دنیا میں ڈھونڈتے ہیں تو بھلا دنیا میں راحت کیسے پائیں گے''۔

اے برادرو دنیا میں کسی کو راحت اور ہمیشہ کا قرار نہ ہوگا۔ دنیا کے قرار ورحت کے لئے ابدی آرام چھوڑ دینا غافلوں کا کام ہے۔

طلب منصب فانی نکرے صاحب عقل
بلکہ عاقل ہے وہی رکھے جو فکرِ عقبیٰ

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''جو کچھ تمہارے پاس ہے پورا ہو جائے گا......اور......اللہ کے پاس ہی باقی رہے گا۔ بلکہ سب قربان کر دیا جائے گا......اور......سب سے دل اٹھا دینا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''اس کی طرف مجرد تارک دنیا بن کر آؤ''۔

عالم سے دل کو یار کی خاطر تو توڑ لے
ہاں ہاں تو سب سے توڑ کے دلبر سے جوڑ لے

یہ پیاری جان ایسی حقیر نہیں ہے کہ خدا کے سوا ہر کس و ناکس کو دے دیں۔ بلکہ جان تو جان کے مالک کو دینا چاہیئے۔

جان دے جانان کو ورنہ تجھ سے چھینے گی قضا
تو ہی منصف بن کہ ان میں وہ بھلایا یہ بھلا

بلکہ ہزار جان ہوں تو دو ہزار کر کے دینا چاہیئے

گر بس میں میرے ہزار جان ہوں
قدموں پہ تیرے نثار کردوں
آرزو ہے خود کو بس در پہ تیرے قربان کردوں
تا کبھی تو پوچھے جو قربان ہوا وہ کون تھا

اے برادر! اگر تو کئی جانوں کے بدل بھی خدا کو پالیوے تو (سمجھ) کہ آسان آسان پالیا ہے۔ چند بیچارے چاہتے ہیں کہ اپنی جانیں نثار کریں مگر ویسے جان کہاں ہیں جو حضورِ خداوندی کے لائق ہوسکیں۔ ہاں میراں سید محمد مہدیِ موعود آخرالزماںؑ ﴿رحمٰن کی طرف سے ان پر درود نازل ہو﴾ کے صدقے سے ہر ایک کو بآوازِ بلند یہ خطاب ہوتا ہے کہ نیک بندوں کا شوق میرے دیدار کے لئے بہت طول کھینچا......اور میں بھی ان کی ملاقات کا بڑا اشائق ہوں۔

بھائیو! خوب جان لو کہ سید محمد مہدیِ موعود علیہ السلام کے آگے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ خطاب نادر لوگوں کو ہی تھا۔ مگر اس زمانے میں اس بزرگ کے طفیل سے عام وخاص کو ہوتا ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کو جو حضرت جل شانہ کے مشتاق ہیں، زیادہ ہے۔

المقصود......اے عزیز! جو شخص کہ اس بزرگ کی اتباع میں آتا ہے اس خطاب کے لائق ہوتا ہے۔ پس انصاف سے دیکھئے کہ دنیا کی محنت کے مقابلہ میں یہ کیا محنت ہے۔ جب کہ فانی چیز ﴿دنیا﴾ کے لئے ہزار ہا محنتیں اٹھاتے ہیں اور خالی ہوجاتے ہیں۔ اگر ایسی کوشش ومشقت باقی (خدا) کے واسطے کرو تو ضرور پاؤ گے۔ خدائے تعالیٰ اس آیت میں دونوں جماعت کی خبر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''جو شخص دنیا کا ارادہ کرتا ہے تو ہم دنیا میں ہی اس کو جلد دے دیتے ہیں جو کچھ چاہتے ہیں جس کے لئے یہ ارادہ کرتے ہیں۔ پھر اس کے لئے ہم جہنم مقرر کرتے ہیں، جس میں وہ داخل ہوگا ذلیل وخوار''۔ اور (یہ) بھی اُس کا فرمان ہے ''اور جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے حصول کے لئے سعی کیا دراں حال کہ وہ مومن ہے۔ پس وہی لوگ ہیں جن کی سعی کا بدلہ دیا جائے گا''۔

اے بھائیو! مختصر لکھا ہوں......بہت غور کرو اور کوشش کرو تا کہ خدائے تعالیٰ سب لوگوں کو حقیقت پر رکھے۔ پس مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ خدا کی یاد میں رہو۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ''تیرے خدا کو تیرے دل یہ میں روتا ہوا اور آہستہ بے لفظ وآواز کے صبح وشام (سلطان النہا و سلطان اللیل) یاد کیا کر۔ اور غافلوں سے مت ہوجا''۔ اور سہل بن عبداللہ نے کہا ہے کہ ''اگر کسی کا ایک دم بھی بے ذکرِ الٰہی نکلے تو وہ غافل ہے''۔ اور حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جہاں کہیں غفلت کا ذکر فرمایا

کافروں کے حق میں فرمایا ہے۔ پس ایسی فکر کرنی چاہیئے کہ تا ہم اس غفلت میں نہ رہیں۔ اگر غفلت ہے تو پھر ایمان کی صفت کہاں۔ پس اپنی ذات کو کلام اللہ سے موافق کیا چاہیئے اگر موافق ہے خوشا نصیب...... ورنہ توبہ ورجوع کریں تا حق تعالیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے سے موافقت نصیب کرے۔

اور ایک جائے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ''جو دم کہ بے ذکرِ خدا کے نکلے مردہ ہے''۔ پس معلوم ہوا کہ مردگی کی صت مومن کو لائق نہیں کیونکہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ ''مومن دونوں جہاں میں زندہ ہے''۔ اور دوسری جائے فرمایا ہے کہ آگاہ ہو جاؤ! اللہ کے دوست کبھی نہیں مرتے ہیں۔ بلکہ نقلِ مکان کرتے ہیں۔

اے دینی بھائیو! جبکہ بے یادِ حق ایکدم کے نکلنے کو غفلت کہتے ہیں تو جس کا ایک دم بھی یادِ حق سے نہ نکلے اس کا کیا حال ہوگا۔ پس انصاف کرنا چاہیئے اگر ہمارے دم بے یادِ حق نکلتے ہیں تو رجوع کرنا چاہیئے۔ حق تعالیٰ اپنے کلام پاک میں غافلوں کے حال سے جا بجا خبر دیا ہے جیسا کہ فرمایا ''اور البتہ ہم نے جن وانسان سے بہتوں کو جہنم کے واسطے پیدا کیا ہے (ان کا حال یہ ہے کہ) ان کو دل ہیں مگر ان دلوں سے نہیں سمجھتے اور کان ہیں مگر ان کانوں سے نہیں سنتے وہ لوگ چوپائے جانوروں کے مثل ہیں...... بلکہ ان سے زیادہ گم گشتہ ہیں اور وہی لوگ غافل ہیں''۔

اور ایک جائے فرمایا ہے ''تحقیق جو لوگ ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے ہیں اور زندگیٔ دنیا پر راضی ہو گئے ہیں بلکہ اسی پر خاطر جمع ہو گئے ہیں اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں وہی لوگ ہیں جن کا مقام دوزخ ہے۔ ان کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے''۔

اور ایک جائے فرمایا ہے کہ ''میں ان لوگوں کو ضرور میری دلیلوں سے پھیر دوں گا جو ناحق زمین پر تکبر کرتے ہیں۔ پھر اگر وے نشانی دیکھیں بھی تو ایمان نہ لائیں گے اور اگر راہِ راست دیکھیں بھی تو اس پر نہ چلیں گے اور اگر ٹیڑھا راستہ دیکھیں تو ضرور اس پر چلیں گے۔ یہ (شامت ہے اُن کی) کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا...... اور...... ہماری دلیلوں سے غافل رہے''۔ پس حق تعالیٰ جہاں کہیں اپنے کلام میں غافلوں کو یاد کیا ہے دیکھنا چاہیئے اگر وہ صفت ہم میں ہے تو افسوس ہمارے حال پر کہ پس ہم بھی اس گروہ میں داخل ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو خدا کا شکر کیا چاہیئے۔ حق تعالیٰ رسول علیہ السلام کو فرمایا ہے ''اپنے رب کو اپنے دل ہی دل میں روتا ہوا آہستہ بے آواز صبح وشام یاد کیا کر...... اور...... غافلوں سے مت ہو جا''۔ پس دیکھئے کہ غافل کون ہیں کہ حق تعالیٰ جن سے اپنے رسولؐ کو علیحدہ کر کے فرمایا ہے۔ ''اے محمدؐ تو غافلوں سے مت ہو جا'' اور صفتِ غفلت مومنوں کی صفات سے نہیں ہے، بلکہ جہاں غفلت کا ذکر فرمایا ہے کافروں کے حق میں ہے۔ پس ہمیشہ خدا کی یاد میں رہا چاہیئے۔ خدائے تعالیٰ ﴿قرآن میں﴾ ذکر کی تاکید بہت جائے فرمایا ہے۔ جیسے کہ فرمایا ''مومنو! مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کرونگا''۔

برادرو! ایسی بزرگی مت ضائع کرو محمد ﷺ کے آگے کسی امتی کو یہ بزرگی ﴿حاصل﴾ نہ تھی۔ مگر خاص آنحضرت علیہ السلام کو حدیثِ قدسی میں آیا ہے ''جس نے مجھے اپنے دل میں یاد کیا میں بھی اپنے نفس (رحمانی) میں اسے یاد کرتا ہوں''۔

اور یہ بھی آیا ہے ''جس نے مجھے بلا میں یاد کیا تو میں بھی اس کو بلا میں یاد کرتا ہوں''۔ اور حدیثِ شریف میں آیا ہے ''جس نے اللہ کی فرمانبرداری اختیار کی تو اللہ کا ذکر شروع کیا اور جس نے اس کی نافرمانی کی تو بے شک اسے بھولا''۔

بزرگوں میں سے کسی نے ابراہیم ادہمؒ کو خواب میں دیکھا۔ ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ "اے طالبِ علم پوری پوری نیکی تیرے خدا کا ذکر ہی ہے۔ اور پوری پوری دنیا کے ساتھ تیری محبت ہے"۔

اور حق تعالیٰ ایک مقام آنحضرت علیہ السلام کو حکم فرمایا ہے کہ "اے محمدؐ اپنے خدا کا ذکر اس وقت کیجئے جب تم بھول جاؤ"، یعنی اللہ کے غیر کو بھولو۔

ابوبکر صدیقؓ نے حضرت رسول خدا ﷺ سے پوچھا "میں کب میرے رب کا ذاکر بنوں گا؟"۔ آپؐ نے فرمایا "جب تو اللہ کے غیر کو بھولے یعنی اپنے نفس کو فنا کر دے"۔ پس معلوم ہوا کہ اپنی ذات کو بھول کر خدا کی یاد میں مشغول ہونا چاہیئے۔ ورنہ صرف ہمارا گمان ہے کہ ہم خدا کی یاد میں ہیں۔ حالانکہ خدائے تعالیٰ نے بدگمانی سے ہمیں بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے "بے شک بعض گمان گناہ ہیں"۔ پس سب گمان ترک کر دئے جائیں تا حق تعالیٰ یقین (کا مرتبہ) بخشے۔ اور اصل دین یقین ہے...... جس کو یقین نہیں ہے ایمان نہیں۔

امامِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ یقین کو ہی ایمان کہتے ہیں۔ تفسیر زاہدی میں آیتِ کریمہ "ھو الذی...... الخ"، یعنی "وہ ایسا خدا ہے کہ مومنو کے دلوں میں اطمینان نازل کیا تا کہ وہ بایک دیگر اپنے ایمان کو بڑھالیں"۔ (اس آیت کے تحت (لکھا ہے کہ "یقین ہی ایمان ہے یعنی جس کو یقین نہیں ایمان ہی نہیں"۔

تصدیق تیری دل کی اصل دین ہے
گر نورِ یقین سے ہو یقین ہے
کب تک تو گمان میں رہے گا
ایمان ہی دل سے دل نہیں ہے
جس دل میں نہیں ہے یادِ مولیٰ
دل ہے یک سیر گاہِ خدا
گھر کو شیطان کے تو دل سمجھا
دل ہے وہی جس میں نہو آخر دم پر
حق حق کے سوا غیر خدا شئے دیگر
جب تن یہ مرکب ہے تو دنیا کا ہے
خالی ہو جو دنیا ست تو عقبیٰ کا ہے
جو دل کہ ہے اس جسم میں جان کی مانند
سلطان وہ بے شک رہِ مولی کا ہے
دلا خالی ہوس سے کچھ نہو گا

تو غم کھا پہلے یہ غمخوار پہنچا
گھسا جا پتھر کے حنا سا
تو پھر پیروں سے دلبر کے تو لگ جا
تو تن دے مشعل کنگھی زیر ارّہ
سمجھ زلف پر یروتک ت پہنچا
تو مثل کوزہ جل انگار میں خود
کسی کے پھر لب لعلیں سے ملجا
غرض ہستی کو اپنی کرفنا تو یار خدا
ہوجا خدا ہوجا خدا خدارا

اے ســـالک ! اس تمام تحریر کا مقصد یہی ہے کہ تو اپنے مطلوب یعنی خدا کو پہنچے۔ پس جب تک اپنی بشری ہستی کو فنا نکریگا باقی باللہ کے مرتبے کو نہ پہنچے گا۔ اور جب تک خود پرستی سے دور نہوگا خدا پرست نہ بنے گا۔ جب تک دو جہاں سے منہ نہ پھیرے گا خدا کی طرف توجہ نکر سکے گا۔ اگر تجھے دعویٰ ہے کہ کرسکتا ہوں تو چل بیٹھ ہرگز نکر سکے گا۔ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ''جو شخص خدا سے ملنے کے لایق نہیں بنا اس کی ہر نیکی (طریقت میں) گناہ ہی ہے''۔

تمام ہوا رسالۂ شوق ذوق سلوک
مترجم حقیر الثّقلین حسین ابن شہاب غفر لہما